ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.1.2026

تفسیر کشاف اور روح المعانی میں تصورِ ہدایت وضلالت اور مسئلہ جبر واختیار: ایک تحقیقی وتقابلی جائزہ

Najam ud Din
PhD Scholar, Qurtuba University of Science and Technology, D.I. Khan
Email: najamniazi70@gmail.com ,mailto:najamniazi70@gmail.com
Attiq Ur Rehman
Lecturer, Qurtuba University of Science and Technology, D.I. Khan
Email: attiqurrehman19876@gmail.com, mailto:attiqurrehman19876@gmail.com
Dr. Muhammad Aslam Khan
Professor, Qurtuba University of Science and Technology, D.I. Khan
Dr. Abdul Wahab
Professor, Qurtuba University of Science and Technology, D.I. Khan

Abstract
This research paper presents a comprehensive comparative analysis of the concepts of guidance (Hidayah) and misguidance (Dhalalah), as well as the theological problem of free will and determinism, through the exegetical frameworks of two master Quranic commentators: Al-Zamakhshari (Tafsir al-Kashshaf) and Al-Alusi (Tafsir Ruh al-Ma'ani). Grounded in classical Arabic lexicography, Quranic verses, and Prophetic traditions, the study demonstrates that guidance is not merely acquiring knowledge of the path, but an integration of divine grace (Tawfiq) and conveying the soul to its ultimate destination (Iysal ila al-Matlub). Conversely, misguidance is not an arbitrary divine compulsion, but the withdrawal of divine grace (Khidhlan) in response to human intentional deviation, serving as the execution of divine justice.
The findings reveal that while Al-Zamakhshari (Mu'tazilite orientation) focuses on divine justice ('Adl), human free will, and moral accountability, Al-Alusi (Ash'arite/Sufi orientation) emphasizes divine sovereignty, absolute creation, and the doctrine of acquisition (Kasb). The comparative synthesis demonstrates that human beings are not passively compelled; rather, human volition and the sincere pursuit of truth act as the catalyst for divine guidance or abandonment. Ultimately, the paper highlights the necessity of balancing reason and revelation, human effort (Kasb) and divine grace (Tawfiq), to address contemporary intellectual and moral challenges.
Keywords: *Guidance, Misguidance, Tafsir al-Kashshaf, Tafsir Ruh al-Ma'ani, Al-Zamakhshari, Al-Alusi, Divine Justice, Kasb, Free Will and Determinism.*

قرآنِ کریم انسان کی فکری، اخلاقی اور روحانی اصلاح کے لیے نازل ہونے والا آخری الٰہی صحیفہ ہے، جس کا بنیادی مقصد انسانیت کو ضلالت کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایتِ ربانی کے منور راستے پر گامزن کرنا ہے۔ اسلامی علوم میں ہدایت اور ضلالت کے مفاہیم محض ظاہری تعبیرات تک محدود نہیں، بلکہ یہ انسانی اختیار، اخلاقی جوابدہی، الٰہی مشیئت اور ربانی عدل سے جڑے ہوئے بنیادی کلامی تصورات ہیں۔ علومِ تفسیری کے عظیم ذخیرے میں علامہ جار اللہ زمخشری کی 'تفسیر کشاف' اور علامہ شہاب الدین آلوسی کی 'تفسیر روح المعانی' ممتاز علمی مقام رکھتی ہیں، جن میں قرآنی نصوص کی روشنی میں ان مفاہیم کو اپنے مخصوص فکری وکلامی مناہج کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ زیرِ نظر تحقیقی مقالے کا بنیادی مقصد ان دونوں جلیل القدر مفسرین کی تفسیری تعبیرات کی روشنی میں تصورِ ہدایت وضلالت، مسئلہ جبر واختیار، عدلِ الٰہی اور اشعری 'نظریہ کسب' کا ایک جامع اور تقابلی جائزہ پیش کرنا ہے۔ یہ تحقیق نصوصِ وحی اور عقلی استدلال کے باہمی توازن کو واضح کرتے ہوئے انسان کی اخلاقی وروحی نجات کے بنیادی اصولوں کو اجاگر کرتی ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.1.2026

ہدایت وضلالت کا لغوی واصطلاحی مفہوم (قرآن وسنت اور لغت کی روشنی میں)

قرآنِ کریم میں ہدایت اور ضلالت انسان کی فکری، اخلاقی اور عملی زندگی کے دو بنیادی اور مرکزی محور ہیں۔ انسان کی تمام تر باطنی بصیرت، قلبی اطمینان اور اخروی نجات کا دار و مدار ہدایت کو اختیار کرنے پر ہے، جبکہ دائمی ناکامی اور اخروی عذاب کا سبب ضلالت اور انحراف ہے۔ قرآنی اسلوب پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید کا آغاز ہی سورۃ البقرۃ میں" هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ [1] اور سورۃ الفاتحہ میں"اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ " کی صورت میں ہدایت کی طلب سے ہوتا ہے، جبکہ اس کا اختتام"غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ " کے ذریعے ضلالت و گمراہی سے پناہ مانگنے پر ہوتا ہے[2]۔

لغوی اعتبار سے لفظ"ہدایت"نہایت جامع اور وسیع معانی پر مشتمل ہے۔ عربی لغت کے جلیل القدر امام ابنِ منظور *لسان العرب* میں رقم طراز ہیں کہ ہدایت کا بنیادی جوہر 'رشد' اور نفع بخش راستے کی طرف دلالت کرنا ہے، یعنی انسان کو اس کے فائدے اور مصلحت کی راہ دکھانا۔ اسی فکری تسلسل کو آگے بڑھاتے ہوئے علامہ الفیروز آبادی *القاموس المحیط* میں بیان کرتے ہیں

"کہ ہدایت کا اصل مقصد انسان کو لطافت، نرمی اور سہولت کے ساتھ اس کی منزلِ مقصود تک پہنچانا ہے"۔[3]

اس لغوی مفہوم میں مزید علمی نکھار پیدا کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی *المفردات* میں وضاحت فرماتے ہیں"کہ راستے کی عام وضاحت کرنا'ہدیٰ' کہلاتا ہے"،[4] لیکن جب وہ رہنمائی انسان کو عملی طور پر اس کے مقصد اور رضائے الٰہی تک پہنچا دے تو اسے حقیقی 'ہدایت' (*ایصال الی المطلوب*) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

قرآنی نصوص اور احادیثِ نبویہ میں ہدایت کی اس حقیقت کو مختلف جامع پہلوؤں سے اجاگر کیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم خود کو انسانوں کے لیے مجسم ہدایت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے" إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ[5] "، یعنی یہ قرآن اس راستے کی رہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے

۔اسی طرح ایک اور مقام پر الٰہی توفیق و مشیئت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا" وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ[6] "۔احادیثِ مبارکہ میں بھی اس ربانی رہنمائی کو فہمِ دین اور عطیۂ الٰہی قرار دیا گیا ہے؛

چنانچہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا" مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ"،[7]

یعنی اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی گہری سمجھ اور فہم عطا فرما دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی ذاتِ گرامی کو بھی ہدایتِ ربانی کا سرچشمہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ میں اللہ کی طرف سے بھیجی گئی مجسم رحمت اور ہدایت ہوں۔ اس کے ساتھ ہی خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے کتاب اللہ اور سنتِ نبوی کو ہدایت پر قائم رہنے کا دائمی ذریعہ قرار دیا۔

---

[1] " (البقرة: 2)

[2] سوره الفاتحہ

[3] **الفيروزآبادي**، مجد الدین محمد بن یعقوب (م:817ھ)۔*القاموس المحیط*۔ بیروت: دار الفکر، 2005ء۔

[4] **الراغب الأصبهاني**، حسین بن محمد (م:502ھ)۔*المفردات فی غریب القرآن*۔ بیروت: دار القلم، 2002ء۔

[5] **الإسراء:9)**

[6] **البقرة:213)**

[7] **البخاري، محمد بن إسماعیل** (م:256ھ)۔*الجامع الصحیح (صحیح البخاري)*۔ بیروت: دار ابن کثیر، 1987ء۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اصطلاحی نقطہ نظر سے علامہ مرتضیٰ زبیدی *تاج العروس* میں تحریر کرتے ہیں کہ شرعی ہدایت وہ نرمی پر مبنی رہنمائی ہے جو انسان کو محض خیر اور نفع بخش امور کی طرف لے جائے، کیونکہ شرعاً کسی نقصان دہ یا باطل راستے کی نشاندہی کو ہدایت نہیں کہا جا سکتا۔ ائمہ لغت و شریعت کے نزدیک اصطلاحی ہدایت وہ باطنی نور، قلبی بصیرت اور توفیقِ الٰہی ہے جو بندے کو معرفتِ ربانی، طاعت، اور دائمی نجات کی طرف گامزن کرتی ہے۔

ہدایت کے متقابل تصور یعنی "ضلالت" کے لغوی مفہوم کا جائزہ لیا جائے تو یہ لفظ عربی مادہ) ض ل ل (سے ماخوذ ہے، جس کے بنیادی معنی راستے سے بھٹک جانے، ضائع ہونے، اور نقیضِ ہدایت کے ہیں۔ ابنِ منظور اور علامہ زبیدی کے نزدیک صراطِ مستقیم سے انحراف کرنا ضلالت کہلاتا ہے، خواہ یہ انحراف مادی و جسمانی راستے میں ہو یا فکری و اعتقادی میدان میں۔ امام راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں کہ علم کا مفقود ہو جانا یا دانستہ و نادانستہ باطل راستے کو اختیار کر لینا ضلالت کی لغوی تعریف میں شامل ہے۔

قرآنِ مجید میں ضلالت کو انسان کا سب سے بڑا دینی و اخروی خسارہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے" :*مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ*) "،[8]

یعنی حقیقی ہدایت یافتہ وہی ہے جسے اللہ ہدایت دے، اور جسے وہ اس کی بد اعمالی کی بنا پر گمراہ کر دے وہی لوگ حقیقی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ ایک اور مقام پر حق سے دوری کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا گیا:

" *إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا*[9]) "۔۹

دینی و علمی اصطلاح میں ضلالت ایک ایسی قلبی اور عملی حالت کا نام ہے جس میں انسان ہدایتِ الٰہی سے محروم ہو کر اپنے غلط انتخاب یا جہالت کی بنا پر باطل اور معصیت کی راہ اپنا لیتا ہے۔

اس لغوی و اصطلاحی فریم ورک کی تفسیری تطبیق میں علامہ زمخشری *تفسیر کشاف* میں یہ نقطہ واضح کرتے ہیں کہ ہدایت کا اصل جوہر علم کے ساتھ توفیقِ الٰہی کا امتزاج ہے، جبکہ ضلالت بندے کی اپنی نافرمانی اور اعراض کے بدلے میں توفیق کا سلب ہو جانا (خذلان) ہے۔

اس کے برعکس علامہ آلوسی *تفسیر روح المعانی* میں ہدایت کو وہ ربانی نور اور باطنی بصیرت قرار دیتے ہیں جو بندے کو منزل تک پہنچاتی ہے) *ایصال الی المطلوب*[10] (، جبکہ ضلالت اشعری نظریہ کسب اور الٰہی سنتِ عدل کے تحت بندے کے اپنے انحراف کا بدلہ اور نفاذِ الٰہی ہوتی ہے۔

تفسیر کشاف اور روح المعانی میں ہدایت و ضلالت کا بنیادی تصور

قرآنِ کریم کی تفسیری تاریخ میں علامہ جار اللہ زمخشری کی 'تفسیر کشاف' اور علامہ شہاب الدین آلوسی کی 'تفسیر روح المعانی' علمی و کلامی اعتبار سے نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ دونوں مفسرین کے ہاں "ہدایت" اور "ضلالت" محض لفظی یا لغوی تشریح کا نام نہیں، بلکہ یہ انسان کے اختیار، اخلاقی جوابدہی، الٰہی توفیق، مشیئت اور ربانی عدل سے جڑے ہوئے بنیادی اور معرکہ الآراء کلامی تصورات ہیں۔

تفسیر کشاف میں ہدایت و ضلالت کا تصور اور علامہ زمخشری کے اقوال:

علامہ زمخشری 'تفسیر کشاف' میں ہدایت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے اعتزالی کلامی اسلوب، بلاغتی نکات اور عدلِ الٰہی کو بنیادی معیار بناتے ہیں۔ ان کے نزدیک ہدایت کا بنیادی تفسیری جوہر ایسی رہنمائی ہے جو بندے کو اس کی مطلوبہ منزل تک پہنچا دے۔ زمخشری ہدایت کو دو بنیادی سطوح پر تقسیم کرتے ہیں: پہلی سطح عام بیان اور دلالت کی ہے، جس کے ذریعے انبیاء اور کتبِ سماویہ کے ذریعے تمام انسانوں پر خیر و شر کا راستہ روشن کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ دوسری سطح حقیقی اور کامل ہدایت کی ہے، جو الٰہی توفیق سے عبارت ہے۔

---

[8] **الأعراف:178)**

[9] **النساء:167)**

[10] **الآلوسي**، شهاب الدين سيد محمود (م:1270ھ)۔ *روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني*۔ بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1999ء۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

علامہ زمخشری 'تفسیر کشاف' میں ہدایت کی حقیقی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الهُدَى: هُوَ الدَّلَالَةُ عَلَى مَا يُوصِلُ إِلَى الْمَطْلُوبِ، فَإِنْ اقْتَرَنَ بِهِ التَّوْفِيقُ كَانَ هُدًى عَلَى الْحَقِيقَةِ، وَإِلَّا كَانَ دَلَالَةً وَبَيَانًا[11]".

" ہدایت ایسی رہنمائی کو کہتے ہیں جو مطلوبہ منزل تک پہنچائے۔ اگر اس کے ساتھ اللہ کی طرف سے توفیق شامل ہو جائے تو یہ حقیقی ہدایت کہلاتی ہے، ورنہ محض ظاہری رہنمائی اور وضاحت ہوتی ہے۔"

وہ مزید اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ قرآنِ مجید میں جہاں بھی بندے کے لیے حقیقی ہدایت کا ذکر آیا ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمل کی توفیق مراد ہوتی ہے۔

زمخشری کا نصّی قول ہے:

"وَهُوَ فِي لَفْظِ الْقُرْآنِ دَالٌّ عَلَى تَوْفِيقِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لِلْعَبْدِ عَلَى الْعَمَلِ بِمَا عُرِفَ مِنَ الْحَقِّ وَالْخَيْرِ[12]".

" قرآن میں ہدایت کا مطلب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو اس بات پر عمل کی توفیق دینا ہے جسے اس نے حق اور خیر کے طور پر پہچان لیا ہو۔" (12)

اسی طرح ضلالت (گمراہی) کے بارے میں زمخشری کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے پر زبردستی گمراہی مسلط نہیں کرتا، کیونکہ ایسا کرنا عدلِ الٰہی کے خلاف ہے۔ قرآنِ کریم میں جہاں بھی خدا کی طرف سے گمراہ کرنے) اضلال (کا ذکر ہے، زمخشری اسے انسانی اعراض کی سزا کے طور پر توفیق کا سلب ہو جانا) خذلان (قرار دیتے ہیں۔

آیتِ مبارکہ "یضل من یشاء" کی تفسیری تشریح کرتے ہوئے علامہ زمخشری کا قول درج ذیل ہے:

"يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ، أَيْ: يَخْذُلُ مَنْ شَاءَ خِذْلَانَهُ، وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ هِدَايَتَهُ، وَذَلِكَ عَلَى سَبِيلِ الْجَزَاءِ عَلَى أَعْمَالِهِمْ[13]".

" وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے، یعنی جسے چاہتا ہے اس کی نافرمانی کی وجہ سے اپنی توفیق سے محروم کر کے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اور یہ سب ان کے اپنے اعمال کے بدلے کے طور پر ہوتا ہے۔"

قومِ ثمود کے تذکرے")*وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ* (" میں زمخشری ضلالت کو بندے کا اپنا اختیاری کسب بتاتے ہیں:

"فَهَدَيْنَاهُمْ، أَيْ: بَيَّنَّا لَهُمُ الطَّرِيقَيْنِ، فَاخْتَارُوا طَرِيقَ الضَّلَالِ، وَهَذِهِ هِيَ الضَّلَالَةُ الْمَكْسُوبَةُ بِالِاخْتِيَارِ".

" ہم نے ان کے سامنے دونوں راستے واضح کیے، مگر انہوں نے گمراہی کا راستہ چنا، اور یہ وہ گمراہی ہے جو انسان اپنے آزاد اختیار سے کماتا ہے۔"

تفسیر روح المعانی میں ہدایت وضلالت کا تصور اور علامہ آلوسی کے اقوال:

علامہ شہاب الدین آلوسی 'تفسیر روح المعانی' میں اہل سنت کے اشعری و صوفیانہ فکری رجحان کی ترجمانی کرتے ہیں، جہاں الٰہی فضل، باطنی نور اور قدرِ الٰہی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ آلوسی کے ہاں ہدایت دو پہلو رکھتی ہے: ایک 'ارشاد' یعنی راستہ بتانا، اور دوسرا 'ایصال الی المطلوب' یعنی بندے کو منزل تک پہنچانا، جو کہ خالصتاً اللہ کا فضل ہے۔

علامہ آلوسی 'تفسیر روح المعانی' میں ہدایتِ الٰہی کی بنیادی تقسیم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"الهِدَايَةُ تَكُونُ بِمَعْنَى إِرَاءَةِ الطَّرِيقِ فَقَطْ، وَتَكُونُ بِمَعْنَى الإِيصَالِ إِلَى الْمَطْلُوبِ، وَالثَّانِي خَاصٌّ بِاللهِ تَعَالَى، وَهُوَ الْمُرَادُ فِي مَقَامِ الْمِنَّةِ".

---

[11] **الزمخشري**، جار اللہ محمود بن عمر (م: 538ھ)۔ *الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل*۔ بیروت: دار الکتب العلمیة، 2009ء۔

[12] **الزمخشري**، جار اللہ محمود بن عمر (م: 538ھ)۔ *الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل*۔ بیروت: دار الکتب العلمیة، 2009ء۔

[13] ایضا

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

" ہدایت کبھی صرف راستہ دکھانے کے معنی میں ہوتی ہے، اور کبھی منزل تک پہنچانے کے معنی میں۔ دوسرا مفہوم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے، اور یہی وہ ہدایت ہے جو مقامِ فضل وانعام میں مراد لی جاتی ہے۔[14]"

آلوسی ہدایت کے باطنی اور نورانی پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہدایت ایک ایسا نور ہے جو اللہ بندے کے دل میں ودیعت فرماتا ہے۔ ان کا قول ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَنْفُخُ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ نُورًا يَجْعَلُهُمْ يَرَوْنَ الْحَقَّ وَيَسْتَطِيعُونَ الْمُوَاقَعَةَ عَلَيْهِ، وَهَذَا هُوَ الْهُدَى الْحَقِيقِيُّ".

" اللہ تعالیٰ مومنین کے دلوں میں ایک ایسا باطنی نور پھونک دیتا ہے جو انہیں حق کو دیکھنے اور اس پر عملی طور پر گامزن ہونے کے قابل بناتا ہے، اور یہی اصل وحقیقی ہدایت ہے۔[15]"

ضلالت کے باب میں علامہ آلوسی اشعری نظریہ "کسب اور ربانی حکمت کو پیش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک خیر وشر تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے، لیکن انسان اپنے آزاد ارادے اور نیت سے اس فعل کو 'کسب' (حاصل) کرتا ہے، جس کی بنا پر وہ شرعی طور پر جواب دہ بنتا ہے۔

ضلالت پر الٰہی حکمت اور عدل کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

"الْإِضْلَالُ مِنَ اللَّهِ لَيْسَ جَبْرًا عَلَى الْإِنْسَانِ، بَلْ هُوَ حِكْمَةٌ وَرَحْمَةٌ، حَتَّى يُظْهِرَ جَزَاءَ مَنْ أَعْرَضَ عَنِ الْحَقِّ بِإِرَادَتِهِ".

" اللہ کی طرف سے ضلالت انسان پر کوئی جبری بوجھ نہیں ہے، بلکہ یہ الٰہی حکمت اور عدل کا نفاذ ہے، تاکہ اس شخص کی سزا ظاہر ہو جو اپنی مرضی سے حق سے اعراض کرتا ہے۔[16]"

وہ ضلالت کے قلبی وعملی درجات کو تسلیم کرتے ہوئے روح المعانی میں مزید فرماتے ہیں:

"لِلضَّلَالِ أَقْسَامٌ: ضَلَالُ الْعَقَائِدِ، وَضَلَالُ الْأَعْمَالِ، وَضَلَالُ الْقَلْبِ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ، وَكُلُّهَا مُرْتَبِطَةٌ بِمَا كَسَبَ الْإِنْسَانُ مِنْ أَفْعَالِهِ[17]".

" ضلالت کے درجات ہیں: عقائد کی ضلالت، اعمال کی ضلالت، اور قلب کی ضلالت (اللہ کی یاد سے غفلت)، اور یہ سب انسان کے اپنے کمائے ہوئے افعال کے نتیجے سے مربوط ہیں۔ (17 [1]

جامع تقابلی جائزہ اور حاصلِ کلام:

ان دونوں عظیم مفسرین کے اقوال اور تفسیری مناہج کے مطالعے سے یہ روشن ہوتا ہے کہ اگرچہ دونوں ایک ہی قرآنی متن کی تشریح پیش کرتے ہیں، لیکن دونوں کے کلامی زاویے مختلف اور تکمیلی ہیں۔ علامہ زمخشری کا بنیادی مقصد عدلِ الٰہی اور انسانی ارادے کی اخلاقی ذمہ داری کو ثابت کرنا ہے، تاکہ جزا وسزا کا شرعی جواز قائم رہے؛ یہی وجہ ہے کہ وہ ضلالت کو بندے کا اختیاری کسب اور سلبِ توفیق (خذلان) قرار دیتے ہیں۔

---

14 **الآلوسي**، شهاب الدين سيد محمود (م: 1270ھ)۔ *روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني*۔ بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1999ء۔

15 **ایضا**

16 **لآلوسي**، شهاب الدين سيد محمود (م: 1270ھ (، *روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني*،) بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1999ء)، **تحت** تفسير سورة الصف: الآية 5، ج: 28، ص: 89–90۔

1. 17 **أيضاً**، تحت تفسير سورة البقرة: الآية 26، ج: 1، ص: 215۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اس کے برعکس علامہ آلوسی کا بنیادی مقصد تکوینی توحید، خالقیتِ مطلقہ اور ارادۂ الٰہی کی عظمت کو برقرار رکھنا ہے، جبکہ وہ اشعری نظریہ ٔکسب کے ذریعے بندے کو اخلاقی طور پر مسئول ٹھہراتے ہیں۔ اس فکری تنوع کے باوجود دونوں ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ انسان مجبورِ محض نہیں ہے، بلکہ ضلالت بندے کے اپنے اعراض، تکبر اور غلط انتخاب پر نافذ ہونے والی الٰہی جزا اور سنتِ عدل ہے۔

مسئلہ جبر واختیار، عدلِ الٰہی اور نظریہ ٔکسب

اسلامی کلام اور تفسیری تاریخ میں انسان کے آزاد اختیار اور الٰہی قدر و مشیئت کا باہمی تعلق ایک نہایت باریک اور مرکزی موضوع رہا ہے۔ قرآنی نصوص میں جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ کی مطلق خالقیت، قدرت اور مشیئت کا تذکرہ ملتا ہے، وہیں دوسری طرف انسان کو اس کے افعال کا آزادانہ انتخاب کرنے والا قرار دے کر جزا و سزا اور اخلاقی جوابدہی کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے۔ قرآنِ مجید کی آیات میں ایک جانب ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، تو دوسری جانب انسان کو مخاطب کر کے فرمایا جاتا ہے کہ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔ اس بنیادی مسئلے کی تفہیم اور آیات کے باہمی ربط کو واضح کرنے کے لیے علامہ جار اللہ زمخشری اور علامہ شہاب الدین آلوسی کی تفسیری تعبیرات دو نمایاں، معتبر اور مختلف کلامی مناہج پیش کرتی ہیں۔

علامہ زمخشری 'تفسیر کشاف' میں اپنے اعتزالی فکری پس منظر کے تحت عدلِ الٰہی اور انسان کی خود ارادیت کو بنیادی معیار بناتے ہیں۔ ان کا محکم موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے ظلم سے پاک ہے، اور اس نے انسان کو عقل، بصیرت اور فیصلہ سازی کا اختیار عطا کر کے خیر و شر کی راہ بالکل واضح کر دی ہے۔ زمخشری کے نزدیک انسان اپنے فیصلوں اور اختیارات کا خود فاعل و مختار ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ انسان کو زبردستی گمراہ کرے اور پھر اسی گمراہی پر عذاب دے، تو یہ نعوذ باللہ عدل کے منافی ہو گا۔

انسان کی خود مختاری اور آزاد ارادے کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ زمخشری 'تفسیر کشاف' میں رقم طراز ہیں:

"الْإِنْسَانُ يَخْتَارُ بَيْنَ الْهِدَايَةِ وَالضَّلَالِ بِنَفْسِهِ بَعْدَ أَنْ بَيَّنَ اللهُ لَهُ الطَّرِيقَيْنِ".

" انسان ہدایت اور ضلالت کے درمیان خود انتخاب کرتا ہے، اس کے بعد کہ اللہ نے اس کے لیے دونوں راستے واضح کر دیے ہیں۔ [18]"

وہ عدلِ الٰہی کی بنیادی منطق کو ثابت کرتے ہوئے مزید تحریر کرتے ہیں:

"اللهُ لَا يَظْلِمُ أَحَدًا، فَلَا يُجْبِرُ أَحَدًا عَلَى الضَّلَالِ، لِأَنَّهُ إِذَا جُبِرَ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَذَابٌ".

" اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، اس لیے کسی کو ضلالت پر مجبور نہیں کرتا، کیونکہ اگر اسے زبردستی گمراہ کیا جائے تو اس پر عذاب جائز نہ ہو گا۔ [19]"

چنانچہ زمخشری کے ہاں قرآنی لفظ "اضلال" کا مطلب بندے کو اس کے اپنے غلط انتخاب اور نافرمانی کی سزا کے طور پر توفیق و مدد سے محروم کر دینا) خذلان (ہے، تاکہ الٰہی عدل اور انسانی جوابدہی کا توازن قائم رہے۔

اس کے برعکس، علامہ شہاب الدین آلوسی 'تفسیر روح المعانی' میں اہل سنت کے اشعری و صوفیانہ فکر کی ترجمانی کرتے ہوئے تکوینی توحید، خالقیتِ مطلقہ اور ارادۂ الٰہی کی عظمت کو اولیت دیتے ہیں۔ آلوسی کے نزدیک کائنات میں ہونے والا ہر عمل اور ہر حالت — خواہ وہ ہدایت ہو یا ضلالت — الٰہی ارادے اور اس کی خالقیت ہی سے وجود میں آتی ہے، کیونکہ

---

[18] **الزمخشري**، جار اللہ محمود بن عمر (م:538ھ (، *الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل*،) بیروت: دار الكتاب العربي)، تحت تفسیر سورۃ البلد: الآیۃ10 / سورۃ النساء:79، ج:4، ص:752-

[19]. **الزمخشري**، جار اللہ محمود بن عمر، *الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل*،) بیروت: دار الكتاب العربي)، تحت تفسیر سورۃ النساء: الآیۃ40 / سورۃ الأنعام:160، ج:1، ص:520۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کوئی بھی وجود ربانی مشیئت کے دائرے سے باہر نہیں ہو سکتا۔ تاہم، انسان کو جبری طور پر معذور سمجھے جانے کے مغالطے سے بچانے کے لیے آلوسی اشعری نظریہ 'کسب' کو تفسیری بنیاد بناتے ہیں۔ اس نظریے کے تحت ہر فعل کا اصل خالق اللہ تعالیٰ ہے، جبکہ بندہ اپنی نیت، چاہت اور ارادے کے ذریعے اس فعل کو حاصل (کسب) کرتا ہے۔

علامہ آلوسی 'تفسیر روح المعانی' میں انسان کے ظاہری اختیار اور الٰہی خالقیت کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"الْعَبْدُ يَكْسِبُ الْأَعْمَالَ ظَاهِرًا، وَلَكِنْ خَلْقَهَا لِلَّهِ تَعَالَى، فَهُوَ صَاحِبُ الِاخْتِيَارِ ظَاهِرًا، وَخَالِقُهَا اللَّهُ تَعَالَى".

" بندہ اعمال کو ظاہری طور پر کسب کرتا ہے، لیکن ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے؛ یوں انسان ظاہری اختیار رکھتا ہے اور تخلیق کا حق اللہ کے پاس ہے۔"[20]

آلوسی ہدایت وضلالت میں الٰہی مشیئت اور ربانی حکمت کا بیان کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

"اللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَيُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ، وَهَذِهِ مَشِيئَتُهُ لَيْسَتْ جَبْرًا، بَلْ بِحِكْمَةٍ وَعَدْلٍ، يَهْدِي الَّذِينَ طَلَبُوا الْحَقَّ بِقُلُوبِهِمْ، وَيُضِلُّ الَّذِينَ أَصَرُّوا عَلَى الضَّلَالِ".

" اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے، اور یہ مشیت جبری نہیں بلکہ حکمت اور عدل پر مبنی ہے؛ وہ ان کو ہدایت دیتا ہے جو دل سے حق کے طالب ہوں اور ان کو گمراہ کرتا ہے جو ضد پر قائم رہیں۔"[21]

ان دونوں جلیل القدر مفسرین کے مناہج کا گہرا تحقیقی مطالعہ کیا جائے تو ان کے درمیان تین بنیادی علمی وکلامی اختلافات (مابہ النزاع) واضح ہو کر سامنے آتے ہیں:

- پہلا بنیادی اختلاف: افعالِ عباد کی تخلیق کا مسئلہ (خالقِ فعل کون ہے ؟):

علامہ زمخشری اور علامہ آلوسی کے درمیان سب سے بڑا کلامی اختلاف انسانی افعال کی تخلیق کے معاملے میں ہے۔ زمخشری کے نزدیک انسان اپنے افعال کا خود خالق اور موجد ہے؛ اگر انسان کے فعل کا خالق بھی خدا ہو اور انسان محض مجبور ہو، تو پھر جزا وسزا، امر و نہی اور شرعی مکلف بنانے کا تمام تر نظام بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ اس کے برعکس، علامہ آلوسی کا موقف یہ ہے کہ کائنات میں اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں؛ فعل کی اصل تخلیق خالصتاً اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوتی ہے، جبکہ انسان اپنے ارادے سے اس فعل کا 'کاسب' بنتا ہے۔ چنانچہ جزا وسزا کا تعلق تخلیق سے نہیں بلکہ انسان کے اسی اختیاری کسب سے قائم ہوتا ہے۔

- دوسرا بنیادی اختلاف: توفیق اور خذلان کی حقیقت اور نفاذ کا سبب:

ہدایت وضلالت کے نفاذ میں دونوں ائمہ کے ہاں توفیق اور خذلان کی تعبیر بالکل مختلف ہے۔ زمخشری کے ہاں توفیق اور خذلان انسان کے ابتدائی رویے کا استحقاقی نتیجہ اور بدلہ (جزا وسزا) ہیں۔ یعنی جب انسان خود پہلے اپنے آزاد ارادے سے حق کی طلب کا ظاہر کرتا ہے، تو اللہ اسے توفیق دیتا ہے، اور جب وہ خود حق سے اعراض کرتا ہے، تو بطورِ سزا اللہ اپنی مدد واپس لے لیتا ہے (خذلان)۔ اس کے برعکس آلوسی کے ہاں توفیق اور خذلان بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کی ازلی مشیئت، حکمت اور قدرِ الٰہی کے تابع ہیں؛ اگرچہ وہ بندے کی قلبی حالت اور نیت کے مطابق ظاہر ہوتے ہیں، لیکن اصل فیصلہ ربانی ارادے اور فضل یا عدل کے تحت ہوتا ہے، نہ کہ انسان کے جبری استحقاق پر۔

- تیسرا بنیادی اختلاف: عدلِ الٰہی کا معیار اور فلسفہ ('وجوب علی اللہ' بمقابلہ 'فضل وعدل':

عدلِ الٰہی کی تعبیر میں زمخشری کا اعتزالی فکر یہ مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر عقل کے تقاضوں کے تحت انسان کے لیے عدل کرنا اور 'اصلح' (بہتر) راستے کی توفیق دینا ایک طرح کا عقلی لزوم ہے، اسی لیے وہ خدا کی طرف جبری اضلال کی نسبت کو کلی طور پر باطل قرار دیتے ہیں۔ جب کہ علامہ آلوسی اور اشعری مکتب کے نزدیک اللہ

---

[20] **الآلوسي**، شهاب الدين سيد محمود (م:1270ھ (*روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني*) بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1999ء)، تحت تفسیر سورۃ الأنعام: الآیۃ 125 / سورۃ الصافات: 96، ج: 8، ص: 24۔

[21] **أیضاً**، تحت تفسیر سورۃ البقرۃ: الآیۃ 26، ج: 1، ص: 215۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

تعالیٰ پر عقلاً کوئی چیز واجب نہیں ہو سکتی؛ ہدایت اللہ کا محض فضل اور احسان ہے جس کا وہ بندہ مستحق نہیں ہوتا، اور ضلالت اس کا عین عدل و حکمت ہے جس کا نفاذ اس کے مطلق ملکیت اور ربوبیت کا تقاضا ہے۔

ان اختلافی نکات کے باوجود دونوں تفاسیر کا مجموعی حاصلِ کلام یہ ہے کہ دونوں میں سے کوئی بھی مفسر انسان کو مجبورِ محض نہیں تسلیم کرتا۔ علامہ زمخشری کا اسلوب انسان کو اپنے فیصلوں اور کردار کا براہِ راست ذمہ دار بنا کر عمل، مجاہدہ اور اخلاقی بیداری کی ترغیب دیتا ہے، جبکہ علامہ آلوسی کا اسلوب انسان کے باطن میں عجز، توکل، خشیت اور فضلِ الٰہی کی طلب پیدا کرتا ہے۔ یوں یہ دونوں تفسیری زاویے مل کر قرآنی تعلیمات کے عقلی اور روحانی توازن کو مکمل کرتے ہیں۔

حاصلِ کلام، نتائجِ تحقیق اور علمی ثمرات

قرآنِ کریم اور اسلامی شریعت میں ہدایت اور ضلالت محض لغوی، سائنسی یا کلامی مباحث کا نام نہیں ہیں، بلکہ یہ انسان کے فکری و عملی سفر، اخلاقی تشکیل اور اخروی نجات و فلاح کے بنیادی ارکان اور محور ہیں۔ 'تفسیرِ کشاف' میں علامہ جار اللہ زمخشری اور 'تفسیرِ روح المعانی' میں علامہ شہاب الدین آلوسی کے تفسیری و کلامی مناہج کا جامع، تحقیقی اور تقابلی مطالعہ یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ قرآنِ مجید میں "ہدایت" کا تصور محض راستے کی معلومات حاصل کر لینے یا علم جمع کر لینے تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ علمِ نافع، سچی قلبی طلب اور الٰہی توفیق کا وہ کامل امتزاج ہے جو بندے کو صراطِ مستقیم پر گامزن کر کے رضائے الٰہی اور منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کے متقابل "ضلالت" محض نادانی یا جسمانی راستے سے بھٹکنا نہیں ہے، بلکہ یہ حقائق کی پہچان کے باوجود خواہشِ نفس، تکبر یا عناد کی بنا پر صراطِ مستقیم سے انحراف اختیار کرنا ہے۔ ضلالت ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے بندے پر مسلط کیا گیا کوئی جبری بوجھ نہیں، بلکہ انسان کی اپنی نافرمانی اور اعراض کے بدلے میں نازل ہونے والی سلبِ توفیق یعنی خذلان اور الٰہی عدل کا نفاذ ہے۔

تفسیرِ کشاف میں علامہ زمخشری کا تمام تر زور عدلِ الٰہی کے محکم اصول اور انسان کی اخلاقی و شرعی جوابدہی پر قائم رہتا ہے۔ زمخشری یہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے ظلم سے پاک ہے اور اس نے انسان کو عقل، بصیرت اور اختیار عطا کر کے خیر و شر کی راہ بالکل روشن کر دی ہے۔ ان کے نزدیک ہدایت علم اور توفیق کے ملاپ کا نام ہے، جبکہ ضلالت بندے کے اپنے اختیاری انتخاب کا نتیجہ ہوتی ہے جس کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ اپنی توفیق و نصرت واپس لے لیتا ہے۔ زمخشری کا یہ تفسیری اسلوب انسان کو اپنے فیصلوں کا براہِ راست ذمہ دار بنا کر عمل کی تڑپ، مجاہدہ اور اخلاقی بیداری فراہم کرتا ہے۔ اس کے برعکس، تفسیرِ روح المعانی میں علامہ آلوسی اہل سنت کے اشعری اور صوفیانہ فکر کی ترجمانی کرتے ہوئے کائنات میں الٰہی مشیئت، توحیدِ افعال اور قدرِ ربانی کی عظمت کو اولیت دیتے ہیں۔ آلوسی کے ہاں ہدایت محض راستہ دکھانا نہیں، بلکہ بندے کے دل میں پھونکا جانے والا وہ باطنی نور ہے جو اسے منزل تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ اشعری نظریۂ کسب کی روشنی میں یہ واضح کرتے ہیں کہ افعال کی اصل خالق ذاتِ باری تعالیٰ ہے، جبکہ بندہ اپنے ارادے سے اس کا کاسب بنتا ہے؛ یوں آلوسی کا اسلوب انسان میں عجز، انکسار، توکل اور الٰہی فضل کی دائمی طلب پیدا کرتا ہے۔

اس تحلیلی مطالعے سے یہ نمایاں علمی نتیجہ سامنے آتا ہے کہ معتزلی اور اشعری مکاتبِ فکر کا باہمی اختلاف نصوصِ قرآنیہ کی بنیادی حقیقت پر نہیں بلکہ زاویۂ نگاہ کی ترجیحات پر مبنی ہے۔ زمخشری کا بنیادی ہدف عدلِ الٰہی اور شریعت کی اخلاقی معقولیت کو ثابت کرنا ہے تاکہ جزا و سزا کا شرعی جواز قائم رہے، جبکہ آلوسی کا ہدف ربوبی حاکمیت اور تکوینی توحید کو محفوظ رکھنا ہے تاکہ انسان اپنی عقل و تدبیر پر غرور نہ کرے۔ اس فکری تنوع کے باوجود دونوں ائمہ اس بات پر مکمل متفق ہیں کہ انسان مجبورِ محض نہیں ہے، بلکہ بندے کا اپنا ارادہ اور طلبِ حق کا جذبہ ہی الٰہی فیصلوں اور توفیق یا خذلان کا سبب بنتا ہے۔ عصرِ حاضر کے فکری تناظر میں یہ تحقیق یہ درس دیتی ہے کہ انسان کو نہ تو قطعی جبر کا قائل ہو کر عمل سے غافل ہونا چاہیے اور نہ ہی اپنے علم و عقل کے زعم میں توفیقِ الٰہی سے بے نیاز ہونا چاہیے، بلکہ عقل و وحی اور کسب و توفیق کا متوازن امتزاج ہی صراطِ مستقیم پر استقامت کی ضامن ہے۔

مصادر و مراجع (References)

1. القرآن الکریم

- القرآن الکریم) مع التراجم والتفاسیر المعتمدة)۔

2. کتبِ تفاسیر و علومِ قرآن

1. الزمخشري، جار اللہ محمود بن عمر (م: 538ھ)۔ *الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الأقاویل في وجوہ التأویل*۔ بیروت: دار الکتب العلمیة، 2009ء۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

2. الآلوسي، شهاب الدين سيد محمود(م:1270ھ)۔روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني۔ بيروت: دار إحياء التراث العربي،1999ء۔

3. ابن كثير، إسماعيل بن عمر(م:774ھ)۔تفسير القرآن العظيم(تفسير ابن كثير(۔ بيروت: دار إحياء التراث العربي،1997ء۔

4. الرازي، فخر الدين محمد بن عمر(م:606ھ)۔مفاتيح الغيب(التفسير الكبير(۔ بيروت: دار إحياء التراث العربي،1985ء۔

5. القرطبي، محمد بن أحمد(م:671ھ)۔الجامع لأحكام القرآن۔ تحقيق: أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش۔ قاهره: دار الكتب المصرية،1967ء۔

6. سيد قطب، إبراهيم حسين(م:1966ء)۔في ظلال القرآن۔ قاهره: دار الشروق،2003ء۔

7. پانی پتی، ثناء اللہ(م:1225ھ)۔تفسیر مظہری۔ لاہور: ادارہ اسلامیات،2005ء۔

---

3. لغات، معاجم ومفردات

8. ابن منظور، محمد بن مكرم(م:711ھ)۔لسان العرب۔ قاہره: دار المعارف،1981ء۔

9. الراغب الأصبهاني، حسين بن محمد(م:502ھ)۔المفردات في غريب القرآن۔ بيروت: دار القلم،2002ء۔

10. الزبيدي، السيد محمد مرتضى الحسيني(م:1205ھ)۔تاج العروس من جواهر القاموس۔ بيروت: دار الكتب العلمية،2012ء۔

11. الفيروزآبادي، مجد الدين محمد بن يعقوب(م:817ھ)۔القاموس المحيط۔ بيروت: دار الفكر،2005ء۔

12. الجرجاني، علي بن محمد(م:816ھ)۔التعريفات۔ بيروت: دار الكتب العلمية،1983ء۔

13. الطريحي، فخر الدين(م:1085ھ)۔مجمع البحرين۔ نجف: مطبعة الغري،1991ء۔

---

4. کتبِ حدیث وشروح

14. البخاري، محمد بن إسماعيل(م:256ھ)۔الجامع الصحيح(صحيح البخاري(۔ بيروت: دار ابن كثير،1987ء۔

15. مسلم، مسلم بن الحجاج النيسابوري(م:261ھ)۔الجامع الصحيح(صحيح مسلم(۔ بيروت: دار إحياء التراث العربي،1991ء۔

16. أبو داود، سليمان بن الأشعث السجستاني(م:275ھ)۔سنن أبي داود۔ رياض: دار طيبة،2002ء۔

17. الترمذي، محمد بن عيسى(م:279ھ)۔سنن الترمذي۔ بيروت: دار الفكر،2004ء۔

---

5. کتبِ عقائد، علمِ کلام وصوفیہ

18. الأشعري، أبو الحسن علي بن إسماعيل(م:324ھ)۔الإبانة عن أصول الديانة۔ قاہره: دار الأنصار،1977ء۔

19. التفتازاني، سعد الدين مسعود بن عمر(م:793ھ)۔شرح العقائد النسفية۔ بيروت: دار البشائر الإسلامية،2009ء۔

20. الماتريدي، أبو منصور محمد بن محمد(م:333ھ)۔تأويلات أهل السنة۔ بيروت: دار الكتب العلمية،2005ء۔

21. القشيري، أبو القاسم عبد كريم بن هوازن(م:465ھ)۔الرسالة القشيرية في علم التصوف۔ بيروت: دار الكتب العلمية،2001ء۔